مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً　　درسِ حدیث　　علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّهم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

# اِسلامی دور کی بڑی فتوحات کے باوجود اقتصادی مسائل پیش نہیں آئے
# حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں سندھ کے بعض علاقے فتح ہو چکے تھے
# اسلام میں فوج اور سول کے الگ الگ قوانین نہیں ہیں
# ''جنگ'' اور ''جہاد'' میں فرق ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

( کیسٹ نمبر 45 سائیڈ B 1985 - 04 - 05 )

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت آقائے نامدار ﷺ کے صحابی ہیں حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ، یہ شام میں جہاد میں رہے ہیں اور (حضرت عمرؓ کے زمانہ میں) جب وہاں طاعون کی وباء ہوئی تو اُس وقت یہ بھی اس میں شہید ہو گئے اور بہت سے صحابہ کرام شہید ہوئے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں اُنھوں نے جو غزوات جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہوئے وہ، اور جو رسول اللہ ﷺ کے بعد ہوئے سب لکھے ہیں۔ انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب شام کے لیے لشکر روانہ کیا تو ہدایات دیتے ہوئے چلے۔ امیرِ لشکر نے کہا آپ سوار ہو جائیں ورنہ ہم اُترتے ہیں۔ انھوں نے کہا نہ میں سوار ہوں گا نہ تم اُترو گے، اسی طرح رہو۔ اُن ہدایات میں یہ بھی تھا کہ کوئی پھلدار درخت نہ کاٹا جائے اور جیسی ہدایات معروف ہیں اسلام کی جہاد کے متعلق وہ دیں۔

## ’’جہاد‘‘ اور ’’جنگ‘‘ میں فرق :

جہاد میں اور دوسری قوموں کی لڑائیوں میں بڑا فرق ہے یہ جو لڑائیاں ہوتی ہیں جنگیں جنہیں کہا جاتا ہے ان میں تو بالکل پروانہیں کی جاتی کہ کون مارا جارہا ہے حتی کہ وہ نسل کشی کرتے ہیں جیسے اسپین میں جب عیسائیوں کا غلبہ ہوا اُنھوں نے نسل کُشی کی ہے، مسلمانوں کو بالکل ختم کرڈالا جو چھپے چھپائے رہ گئے رہ گئے۔ یہ تو ہیں لڑائیاں اور جنگیں، باقی ’’جہاد‘‘ جہاد میں تو احکام دوسرے ہوتے ہیں۔ اس میں تو یہ ہے کہ صرف لڑنے والے سے لڑا جائے گا، ہتھیار ڈال دے تو نہیں لڑا جائے گا، ذرا سی بات ہوجائے تو اس کو چھوڑنا پڑ جائے گا۔ کسی شخص نے کہیں سے دیکھا کسی دشمن کو اور وہ (دشمن) ڈر رہا ہے آتے ہوئے، چاہے مسلح ہے وہ، اور اُس سے کہہ دیا جائے ڈرومت ’’مترس‘‘ فارسی میں کہہ دیا جائے جیسے ایران کی طرف ہوا ہے اور وہ (دشمن) پاس آگیا اب اس کے بارے میں یہ مسئلہ ہے اسلامی کہ وہ امن میں ہوگیا اسے نہیں مار سکتے، تو اسلام میں جو احکام ہیں لڑائی کے جہاد کے بالکل مختلف ہیں۔ عورتوں کو نہیں مارا جائے گا، بچوں کو نہیں مارا جائے گا، بوڑھوں کو نہیں مارا جائے گا، راہبوں کو جو تارک الدنیا ہیں اُن سے کچھ نہیں کہا جائے گا لیکن اسلام کے علاوہ باقی تمام مذاہب کے متبعین جو مذہبوں کا دعوٰی کرتے ہیں کہ ہم اس مذہب پر ہیں انھیں ان آداب کی ان لڑائی کے طریقوں کی کچھ خبر نہیں اور اس کا بہت بُرا اثر یہ پڑتا ہے کہ اتنا بڑا علاقہ جب فتح ہوجائے تو پھر ایسے ایسے مسائل پیدا ہوجاتے ہیں اقتصادی کہ جنھیں سنبھالنا مشکل ہوتا ہے حکمران طبقہ کو۔

## حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ایران اور سندھ کے بعض علاقے فتح ہوچکے تھے :

اب مسلمانوں کا یہ ہوا کہ انھوں نے جہاد شروع کیا تو ایک سپر پاور سلطنتِ رُومہ بالکل ختم ہوگئی، فتح کرتے چلے گئے آگے تک، افریقہ میں داخل ہوئے وہاں پرلے سرے تک پہنچ گئے پھر یورپ میں اُدھر سے بھی داخل ہوئے اسپین میں پہنچ گئے، جبل الطارق جسے انگریزی میں جبرالٹر کہتے ہیں پار کرکے وہاں پہنچ گئے۔ اس طرف (یعنی مشرق کی طرف) تو ادھر بھی یہی ہوا کہ ایران کی دوسری سپر پاور جو اس وقت موجود تھی وہ ختم ہوگئی۔ آگے بڑھے اور بڑھتے بڑھتے یہاں تک آگئے۔ آذربائیجان وغیرہ تک تو حضرت عمرؓ کے دور میں پہنچ گئے تھے اس طرح کرمان، مکران یہ بھی ۱۸ھ میں فتح ہوگئے تھے حضرت عمرؓ کے دور میں، ایک ہی سال میں یہ فتح ہوگئے تو سندھ تک آگئے تھے اور سندھ کا بعض علاقہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح ہوچکا تھا۔ حجاج ابن یوسف نے تو آگے بات بڑھائی ہے، وہ جو اُن لوگوں سے بات چیت کے ذریعہ معاہدے طے ہوئے تھے اس کی خلاف ورزی

ہوئی تو پھر حجاج ابن یوسف نے آگے مزید فوج کشی کی، عہد شکنی پر فوج کشی اس نے کی۔

## اتنا بڑا علاقہ فتح ہونے کے باوجود اقتصادی مشکلات پیش نہیں آئیں نیز اس کی وجہ :

اب اتنا بڑا علاقہ فتح ہوگیا اور وہ قوم کہ جس کو اپنے رہنے کیلیے گھر میسر نہیں تھے، پہننے کیلیے کپڑے پورے میسر نہیں آتے تھے وہ قوم آگے بڑھی اُس نے تمام علاقہ فتح کرلیا اور کوئی بھوکا نہیں مرا، کوئی اقتصادی مسئلہ پیدا نہیں ہوا، کہیں بغاوت نہیں ہوئی۔ ہر جگہ سکون وراحت انھیں میسر آتی رہی بلکہ جیسا حال اُن کا بادشاہوں کے دور میں تھا اُس سے بہت بہتر حال میں ہوگئے، تو یہ کیسے ہوا؟ یہ ایسے کہ نسل کُشی کی ہی نہیں جو لڑنے والے تھے صرف اُنھیں مارا گیا۔ اب جب لڑنے والوں کو صرف مارا جائے تو دس بھائیوں میں سے ایک بھائی اگر لڑنے والا ہے باقی بھائی تو زندہ ہیں، اگر باپ ہے تو اولاد تو زندہ ہے تو اس طرح سے خاندان میں سے اگر ایک آیا ہے لڑنے والا تو باقی خاندان کے سب افراد تو زندہ ہیں وہی مارا گیا باقی تو زندہ ہیں سنبھال لیا جائے گا اُن کو۔ ایسا مسئلہ نہیں پیدا ہوگا کہ وہ سب کے سب بھیک مانگنے پر آجائیں یا اپنی سطح ہی گر جائے اُن کی، وہ اپنی جائیداد بیچ کر نچلے درجہ میں آئیں یہ بات نہیں پیدا ہوگی۔ اسلام کے احکام ہیں جہاد سے متعلق جن کی ہدایات آقائے نامدار ﷺ نے دی تھیں وہ بالکل الگ اور مستقل ہیں ان کو یکجا کیا گیا وہ "سِیَر" کہلاتی ہیں "سِیَر صغیر" "سِیَر کبیر" "سِیَر مغاذی" .

## اسلام میں فوج اور سول کے لیے الگ الگ قوانین نہیں ہیں :

اسلام میں کوئی قانون ایسا نہیں ہے کہ سول کے لیے الگ ہو فوج کے لیے الگ ہو، بس قانون ایک بنا ہوا ہے ہر جگہ وہی ہوگا نافذ، شریعت کا قانون بس۔ تو اگر یہ شرعی قانون یہاں آجائے تو پھر یہ سول کے جو قانون ہیں یہ بھی بدل جائیں گے، سول میں فوجداری ہے دیوانی ہے دونوں بدل جائیں گے، فوج میں کوئی قانون الگ نہیں رہے گا۔ اسلامی جو احکام ہیں وہ چلیں گے اور اسلامی احکام اتنے زیادہ ہیں کہ جو کافی ہیں فوج کے لیے، کیونکہ جو جہاد شروع ہوا ہے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے وہ چلتا ہی رہا ہے دوسو سال تک تقریباً ہارون رشید، مامون رشید اور اُن کے بعد کے لوگوں تک، اب جو قوم دوسو سال تک لڑتی رہی ہو اُن کے سامنے ہر قسم کے مسائل معاملات آجاتے ہیں اور وہ سب لکھے گئے ان سب پر اسلام کی رُو سے جو حکم بنتا ہے وہ لکھا گیا کہ یہ حکم بنتا ہے چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی ہیں۔ پہلے زمانے میں دستور تھا کہ جب کسی جگہ غلبہ حاصل کرتے تھے اور وہاں کے سردار کو مار لیتے تھے تو اُس کا سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس بھیج دیتے تھے تاکہ بادشاہ کو خوشی ہو، حوصلہ افزائی ہو رعایا کی، سب

کی۔کسی ایسی جگہ لگا دیتے تھے جہاں سب دیکھیں ہمت بڑھانی مقصود ہوتی تھی۔اسی طرز پر حضرت ابوبکرؓ کے پاس ایک شخص کا سر لایا گیا جو خوب سرکش تھا اور مسلمان فوجیں وہاں غالب آئیں اُس کے سر کو کاٹا گیا اور بھیج دیا گیا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس۔ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو پسند نہیں کیا، کتنے سر لاؤ گے،تم تو آگے بڑھتے جاؤ گے اس کی کیا ضرورت ہے۔دشمن کا سر کاٹ کر بھیجنا منع تو نہیں ہے اگر خاص ضرورت کی وجہ سے ایسا کیا جائے ورنہ یہ پرانا بادشاہی رواج تھا اس کو انہوں نے ترک کر دیا۔آگے بڑھتے جانا جو تھا، یہ پتا تھا انھیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بتلا دیا تھا کہ اس طرح سے تم فتح کر لو گے ساری دنیا اور یہ کسری اور اُس کے خزانے جو ہیں یہ تمہارے پاس آئیں گے اور لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَ هُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ان کے خزانے جو آئیں گے یہ تم خدا کی راہ میں خرچ کرو گے۔اس میں صحابہ کرامؓ کے لیے بھی دو بشارتیں ہیں ایک یہ کہ کامیاب ہو گے خزانے حاصل کریں گے دوسری یہ کہ خرچ بھی وہ صحیح کریں گے فی سبیل اللہ خرچ کریں گے۔

## جہاد میں گرد وغبار کی فضیلت :

تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ پہلا لشکر جب روانہ کیا ہے شام کی طرف تو چلے کچھ دُور، اور پھر فضیلت کیا ہے پیدل چلنے میں۔ پیدل چلنے میں فضیلت یہ ہے کہ گرد اُڑتا ہے وہ لگتا ہے بدن کو پاؤں کو، پاؤں گرد آلود ہو جائیں گے تو اُس گرد کی بھی فضیلت ہے وہ بھی مغفرت کا ذریعہ ہے تو انھوں نے کہا کہ یہ گرد لگنا خدا کو پسند ہے اس لیے وہ پیدل چلتے رہے انہیں نہیں اُترنے دیا۔ہدایات میں یہ بھی تھیں کہ درخت نہ کاٹیں وہ شاید اس لیے کہ اُن کو پتا تھا کہ یہ علاقہ فتح ہوگا تو یہ درخت جو پھل دار ہیں یہ ہمارے کام آئیں گے۔وہاں کے باشندے جو رعایا بن جائیں گے اُن کے کام آئیں گے۔اور پھل دار درخت جو ہے وہ لگاتے ہیں تو پھل نہیں دینے لگتا کچھ عرصہ لگتا ہے اس کو۔مختلف مدتیں مقرر ہیں اتنے عرصہ بعد پھل آئے گا تو انھوں نے منع کر دیا اور اس کی وجہ یہی بتاتے ہیں کہ انھیں پتا تھا کہ یہ علاقہ فتح ہوگا اور اس طرح ہماری حکومت ہوگی لہٰذا اسے کاٹنے کی ضرورت کوئی نہیں لیکن اگر ضرورت پڑ جائے فرض کیجیے انھوں نے (یعنی دشمن نے) اُنہی درختوں کو آڑ بنا رکھا ہے اس کے پیچھے لڑ رہے ہیں اور فتح ہونے میں دشواری ہو رہی ہے نقصان زیادہ ہو رہا ہے ایسی صورت میں پھر درختوں کو کاٹا جا سکتا ہے یعنی جواز اس کا ہے،ضرورت کے لیے کاٹا جا سکتا ہے۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ پر اصل میں بات چلی تھی تو میں یہ سُنا رہا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جب یہ روانہ ہوئے تو انھوں نے ان کو نصیحتیں کیں۔

## بظاہر بددعاء حقیقت میں دُعاء :

اور پھر آخر میں ایک دُعا دی کہ اَللّٰھُمَّ اضْرِبْھُمْ بِالطَّاعُوْنِ یہ دُعا ہی سمجھ میں نہیں آتی یعنی اللہ تعالیٰ ان کو طاعون میں مار، طاعون کی مار دے ان کو۔ بس یہ جملہ انھوں نے فرمایا منقول ہے اسی طرح سے، یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں سن رکھا ہوگا جناب رسول اللہ ﷺ سے کہ جو لشکر ایسا ہوگا اس طرح سے کام کرے گا اُس لشکر میں طاعون ہوگا تو وہ بظاہر تو بددُعا لگتی ہے لیکن حقیقتاً یہ دُعا ہے کہ اِن کو (اے اللہ) تو وہ لشکر بنادے کہ جو فتح یاب ہوگا کامیاب ہوگا دوسرے علاقے کو فتح کرلے گا پھر اس میں طاعون کی ابتلاء آئے گی اور اس میں شہید ہوں گے، تو انھوں نے یہ دُعا دی اور طاعون اُن کے زمانے میں تو ہوا نہیں وہ جا کر ہوا ہے حضرت عمرؓ کے دور میں بہت بعد میں، جب یہ فتح کر چکے تھے سارا علاقہ۔ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بھی آتا ہے کہ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ جب ان کی وفات ہوئی یہ ذکر نہیں ہے کہ وفات کیسے ہوئی جبکہ وفات طاعون سے ہوئی تھی تو انھوں نے کہا اپنے شاگردوں سے کہ اِلْتَمِسُوْا الْعِلْمَ عِنْدَ اَرْبَعِھِمْ چار آدمیوں سے علم حاصل کرو عِنْدَ عُوَیْمِرٍ اَبِیْ الدَّرْدَآءِ ابودرداءؓ سے، اور ابودرداء رضی اللہ عنہ شام میں تھے اور جب یہ فتح ہوگیا ہے شام کا علاقہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو وہاں بھیج دیا اور کہا کہ تم وہاں رہو مسائل فتوے فیصلے یہ سکھاؤ لوگوں کو دین کے احکام بتلاؤ۔

## حضرت معاویہؓ کو حضرت عمرؓ کا حکم :

ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان کا اختلاف ہوگیا یہ چلے آئے واپس مدینہ منورہ۔ وہاں حضرت عمرؓ نے کہا کہ کیوں آئے؟ کہا اس بات میں اختلاف ہوا تو میں آگیا۔ انھوں نے کہا نہیں جہاں نیا نیا اسلام پھیلا وہاں تمہارا رہنا تم جیسے آدمی کا رہنا ضروری ہے وہیں جاؤ اور میں لکھے دیتا ہوں معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہ وہ تمہارے کسی کام میں دخل نہ دیں۔ تو انھیں لکھ دیا لَاۤ اِمْرَةَ لَکَ عَلَیْهِ یہ تمہارے تحت ہی نہیں ہیں تمہارا حکم ان پر چلے گا ہی نہیں، اُن کو یہ لکھا تو یہ وہاں رہے تو حضرت معاذؓ ایک اِن کا نام لیتے ہیں دوسرے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا اور حضرت سلمان فارسی اور ابودرداء رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ نے مواخات جب کی تھی تو بھائی بنادیا تھا اور یہ بہت بڑے صحابی تھے بہت سمجھدار، میدانِ جنگ کے بھی اور نقشوں کا بھی تجربہ تھا واقفیت تھی، خندق کی تجویز انہی کی پیش کردہ تھی۔

## میلے کپڑے اور اِس کا تدارک :

یہ گئے ایک دفعہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ہاں تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی بیوی کو دیکھا کہ کپڑے میلے ہیں پوچھا کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا کہ پہنوں کس کے لیے اُن کو تو ضرورت ہی نہیں ہے بالکل عورتوں کی ،تو وہاں رات گزاری ۔رات گزاری تو پھر دیکھا کہ وہ شروع رات سے پڑھنا شروع کردیتے ہیں ساری رات پڑھتے ہیں۔انھوں نے انھیں بتایا کہ ایسے نہیں لیٹ جاؤ وہ اُٹھے پھر لٹادیا،غرض اس طرح سے کیا گویا سُلایا بھی ان کو اور پھر اُٹھایا بھی پھر نماز بھی پڑھوائی تہجد بھی پڑھوائی ،گویا اسلام نے یہ نہیں بتایا کہ بس صرف عبادت میں لگ جاؤ تارک الدنیا بن جاؤ،نہیں ،تمام حقوق ادا کرنے ہیں حتی کہ اپنے نفس کا حق بھی ادا کرنا ہے تو حضرت سلمان ؓ کا علمی مقام بہت بلند تھا تجربات ان کے بہت زیادہ تھے،ڈھائی سوسال تقریباً ان کی عمر تھی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت اپنے شاگردوں سے ان کا نام بھی لیا تھا اور باقی دو حضرات کا اور بھی نام لیا تھا۔

## یہ جان بھی تمہاری اپنی نہیں ہے :

گویا اللہ نے یہ بتلا دیا کہ یہ جان جو تمہاری ہے یہ بھی تمہاری نہیں ہے،اس کو بھی تمہیں اسی طرح رکھنا پڑے گا جس طرح ہم نے بتایا ہے۔ہم نے ایسے بتایا ہے کہ اس جان کا حق بھی ذہن میں رکھو تو وہ جان کا حق ملحوظ رکھتے تھے کہ تم لیٹو بھی سو بھی۔

## ہمیشہ روزہ سے رہنا منع فرمادیا :

ہمیشہ روزے سے رہنا منع فرمادیا۔ایک صحابی ہیں حضرت عمر بن العاص ؓ کے بیٹے وہ روزے سے رہتے تھے اور رات کو پڑھتے تھے قرآن ، جتنا اُترا تھا وہ یاد تھا، جو یاد تھا سارا پڑھ لیتے تھے۔شادی ہوگئی تو بیوی سے لاتعلق رہے،اطلاع پہنچی ۔آپ نے بلایا پھر اُنھیں بتلایا کہ ایسے نہیں اتنا ہے کہ قرآن تین دن میں ختم کیا کرو،آخری چیز جو ہے وہ یہ ہے، پہلے فرمایا چالیس دن ،مہینہ اور کم اور کم ہوتے ہوتے اوکما قال علیہ السلام بات ٹھہری تین دن پر۔اور پھر روزہ کے بارے میں آپ نے فرمایا ایسے رکھو ایک مہینے میں تین دن رکھ لیا کرو روزہ یہ ایام بیض کے جو روزے ہوتے ہیں تیرہ چودہ پندرہ ،اور ہر نیکی کا بدلہ اللہ کے یہاں دس گنا ہے تو تین دن کے روزے رکھو گے تو تیس دن کے برابر ہو جائیں گے آسان سی چیز جناب رسول اللہ ﷺ نے بتلا دی۔

ان کا تو دل عبادت میں بہت زیادہ لگا رہتا تھا اِن کے لیے یہ کافی نہیں ہوا۔ ذہن میں تشنگی رہی اور اجازت لیتے رہے حتی کہ آپ نے فرمایا اچھا! ایک دن رکھو ایک دن نہ رکھو۔ انھوں نے کہا میں تو اس سے زیادہ بھی رکھ سکتا ہوں اس سے افضل رکھ سکتا ہوں قوت رکھتا ہوں اس کی، آپ نے فرمایا نہیں اس سے افضل کوئی نہیں ہے یعنی جو اللہ کو پسند ہے افضل تو وہ ہے بس، اب جیسے تم کہتے ہو کہ یہ افضل ہے یعنی ہمیشہ ہی روزے سے رہو وہ افضل نہیں ہے۔ حضرت داوٗد علیہ السلام اس طرح رکھتے تھے تو یہ جان جو انسان سمجھتا ہے کہ میری ہے اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ یہ تمہاری نہیں ہے اس کو اس طرح رکھنا پڑے گا جیسے ہم نے بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بلند درجات عطا فرمائے اور آخرت میں ہمیں ان کا ساتھ عطا فرمائے۔ آمین۔ اختتامی دُعاء..............................